فتویٰ نمبر: ۱۹۰۸	سائل: مولانا فہد اللہ صاحب	مجیب: محمود احمد	مفتی: محمد مشاہد علی صاحب زید مجدہٗ
کتاب: البیوع	باب: فی بیع الاوراق النقدیۃ	عنوان المسئلۃ: ہنڈی کے ذریعے رقم بھیجنا	تاریخ: ۱۴۴۰/۶/۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ:

بصورتِ مجبوری باہر ممالک میں رہنے والے لوگوں کے لیے ہنڈی کے ذریعہ اپنے گھر پیسہ بھیجنا شرعاً کیسا ہے؟ جبکہ حکومت کی جانب سے ہنڈی پر پابندی لگی ہوئی ہے۔

الجواب حامداً ومصلّیاً

علماءِ متقدمین نے ہنڈی کے کاروبار کو ناجائز کہا ہے، البتہ علماءِ متاخرین نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ وضاحت اس کی یہ ہے کہ موجودہ دور میں نوٹ ثمنِ عرفی بن چکے ہیں؛ اس لیے دو ملکوں کے نوٹ مختلف الجنس شمار ہوں گے۔ جب دونوں کی جنس مختلف ہے تو ایک ملک کے نوٹوں کا دوسرے ملک کے نوٹوں سے کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ شرعاً جائز ہوگا بشرطیکہ متعاقدین میں سے کسی ایک کا متبادل نوٹ پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ بیعُ الکالی بالکالی (ادھار کی بیع ادھار کے بدلہ میں) لازم نہ آئے؛ لہٰذا مذکورہ وضاحت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہنڈی کے ذریعہ دوسرے ملک رقم بھیجنا جائز ہے۔

البتہ اگر حکومت کی طرف سے ہنڈی کے کاروبار پر قانوناً پابندی لگائی گئی ہو تو پھر قانون کی پابندی لازم ہے۔ قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں گناہگار ہوگا۔

والحجة على ما قلنا:

ما في القرآن: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ **(النساء:۵۹)**

وما في الحديث: عن بن عمر رضي الله عنه : ((أن النبي صلى الله عليه و سلم نهى عن بيع الكالئ بالكالئ يعني: الدين بالدين))".

(الطحاوي:۴/۲۱)

وما قال العلامة علاء الدين الحصكفي رحمه الله: "وتكره السفتجة إلا أن يستقرض مطلقا، ويوفي بعد ذلك في بلد أخرى من غير شرط".

(رد المحتار:۵/۱۶۶،وكذا في الهندية:۳/۲۰۴)

دارالافتاء آس اکیڈمی سے جاری ہونے والا ہر فتویٰ درج کیے گئے سوال کے مطابق جاری ہوتا ہے۔ اگر صورتحال پوچھے گئے سوال کے برعکس ہو تو یہ فتویٰ کالعدم سمجھا جائے گا۔

وما قال العلامة ابن عابدين الشاميرحمه الله: "إن كان السفتج مشروطا في القرض فهو حرام، والقرض بهذا الشرط فاسد وإلا جاز، ".

(رد المحتار:۵/۳۵۰)

ما قال العلامة شمس الأئمة السرخسيرحمه الله: "وإذا اشترى الرجل فلوسا بدراهم ونقد الثمن، ولم تكن الفلوس عند البائع فالبيع جائز؛ لأن الفلوس الرابحة ثمن كالنقود، وقد بينا: أن حكم العقد في الثمن وجوبها ووجودها معا، ولا يشترط قيامها في ملك بائعها لصحة العقد كما يشترط ذلك في الدراهم والدنانير. **(المبسوط للسرخسي:۱۴/۲۴)**

وما قال العلامة علاء الدين الحصكفيرحمه الله:" (باع فلوسا بمثلها أو بدراهم أو بدنانير فإن نقد أحدهما جاز) وإن تفرقا بلا قبض أحدهما لم يجز، وفي الشامية: فقوله: فإن نقد أحدهما جاز قول ثالث، لكن يتعين حمل ما في الأصل على هذا فلا يكون قولا آخر؛ لأن ما في الأصل لا يمكن حمله، على أنه لا يشترط التقابض، ولو من أحد الجانبين؛ لأنه يكون افتراقا عن دين بدين، وهو غير صحيح، فيتعين حمله على أنه لا يشترط منهما جميعا بل من أحدهما فقط". **(رد المحتار:۵/۱۷۹)**

وما قال العلامة ابن عابدين الشاميرحمه الله: "(أمر السلطان إنما ينفذ) أي: يتبع ولا تجوز مخالفته، وسيأتي قبيل الشهادات عند قوله: أمرك قاض بقطع أو رجم إلخ التعليل بوجوب طاعة ولي الأمر، وفي عن الحموي: أن صاحب البحر ذكر ناقلا عن أئمتنا: أن طاعة الإمام في غير معصية واجبة؛ فلو أمر بصوم، وجب، وقدمنا: أن السلطان لو حكم بين الخصمين، ينفذ في الأصح، وبه يفتى".**(رد المحتار:۵/۴۲۲)**

(وكذا في فتاوى عثماني:۳/۱۴۹، جديد معاملات كے شرعی احكام:۱/۱۳۹، آپ كے مسائل اور ان كا حل:۶/۴۰، فتاوى دار العلوم زكريا:۵/۳۲۶)

والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح
نبیہ محمد مشاہد علی
۱۴۴۰/۶/۲
9-2-2019

آس اکیڈمی
مفتی مشاہد علی
رئیس دار الافتاء
رائیونڈ روڈ لاہور

محمود احمد
دار الافتاء آس اکیڈمی لاہور
۱۴۴۰/۶/۴ھ

دار الافتاء
آس اکیڈمی رائیونڈ روڈ لاہور